بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

ربع مسکون جن قابل ذکر اقوام سے آباد ہے ان میں ایک قوم مسلمان نام کی بھی بستی ہے، جس کا ماضی بلاشبہہ عزت، عظمت اور سر بلندی کی علامت تھا، لیکن جس کا حال پسماندگی اور افتراق و تشتت سے عبارت ہے۔ اس قوم کی پستی کا یہ عالم ہے کہ تعداد کی کثرت کے باوجود آج اسے امامت و سیادت کا وہ منصب حاصل نہیں جس کے لئے اسے برپا کیا گیا تھا۔ ان کے انتشار کی یہ کیفیت ہے کہ دین جو انھیں ایک مرکز پر جمع کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ تھا آج اسی کی بنیاد پر فرقہ بندی کی گرم بازاری ہے۔ دیندار طبقہ مذھبی اختلافات میں پڑ کر باھم دست و گریباں ہے۔ وہ دین جس نے حق و باطل کی بنیاد پر انسانوں کی صرف دو قسمیں قرار دی تھیں، حق کے علمبرداروں کو حزب اللہ اور باطل کے پرستاروں کو حزب الشیطان کا نام دیا تھا، اس کے ماننے والے اتنے گروھوں اور فرقوں میں بٹے ہوئے ھیں کہ شمار مشکل ہے۔ اور ان میں سے ھر گروہ ”کل حزب بما لدیھم فرحون،، (ھر گروہ اپنے آپ میں مست و مگن ہے) کا مصداق ہے۔

حق ھمیشہ غالب اور سر بلند ھوتا ہے۔ الحق یعلو و لا یعلی۔ اللہ کی کتاب جس کے برحق ھونے میں کلام نہیں، اس کا ناطق فیصلہ ہے کہ تم فائق و برتر ھو، لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ مؤمن رھو۔ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ یہ لازمی شرط سنت اللہ اور قانون فطرت کے عین مطابق ہے۔ عزت و سر بلندی ذاتی حیثیت میں کسی قوم کا حق نہیں۔ اسلام سے پہلے بعض اقوام اس زعم باطل میں مبتلا تھیں کہ انھیں اپنی ذاتی حیثیت میں

بعض امتیازات حاصل ہیں۔ نحن ابناء اللہ و احباءہ کا دعویٰ ان کے اسی زعم کا نتیجہ تھا۔ شاید اسی لئے قرآن حکیم نے مسلمانوں کے لئے صراحت کے ساتھ اس شرط کا ذکر کر دیا کہ مبادا مسلمان کسی وقت اس غلط فہمی یا خوش فہمی میں مبتلا ہو جائیں کہ انھیں دنیا میں عزت و سر بلندی کا حق ذاتی استحقاق کی بنا پر حاصل ہے اور رہے گا۔

عزت و سر بلندی کے لئے مومن ہونے کی جو شرط اللہ تعالیٰ نے عائد کی ہے اس کا ایک بنیادی تقاضا یہ بھی ہے کہ مسلمان آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہیں۔ اتحاد و اتفاق اجتماعیات کا ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو سمجھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اس کی اہمیت و افادیت از خود واضح بلکہ اظہر من الشمس ہے۔ لیکن اس کے باوجود کتاب و سنت میں مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اور وہ شاید اس لئے کہ اکثر انسان غفلت میں پڑ کر بڑی سے بڑی حقیقت کو بھی فراموش کر جاتا ہے۔ ''انما المؤمنون اخوۃ،، کے طریق تعبیر پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ دین کا رشتہ ہی اصل رشتہ ہے، اس کے آگے خونی رشتے کی بھی کوئی اہمیت نہیں۔ ''المؤمنون اخوۃ،، کے جملے پر کلمۂ حصر ''انما،، داخل کرکے بطور خاص یہ جتانا مقصود ہے کہ اخوت کے رشتے میں منسلک ہو کر حقیقی وحدت کی صورت صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ایمان کی بنیاد پر شیرازہ بندی کی جائے۔ اسی نکتے کو ایک دوسری آیت میں دوسرے انداز سے واضح فرمایا ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا،،۔ گویا تفرقہ سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا جائے۔ یہ باتیں نئی نہیں ہیں لیکن ضرورت ہے کہ ان پر سنجیدگی سے سوچا اور عمل کیا جائے۔

★★★★